بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

خطبہ نمبر ۱۵

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم چہارشنبہ

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸ | ۲۲ شہادت ۱۳۴۳ ہش ۸ ذوالحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۲ اپریل ۱۹۶۴ء | نمبر ۹۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۱ اپریل بوقت ۹½ بجے صبح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو کل دن بھر ضعف کی شکایت رہی۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعا کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

نکاح کی مبارک تقریب

ربوہ — مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۶۴ء بروز دوشنبہ بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے برادر اصغر سید نسیم احمد شاہ صاحب سلمہ اللہ ابن حضرت سید عزیز اللہ شاہ صاحب مرحوم کا نکاح سیدہ مہ رخ پروین صاحبہ بی اے بنت محترم سید بشیر احمد شاہ صاحب منیجر دواخانہ خدمت خلق ربوہ کے ساتھ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ سید نسیم احمد شاہ صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی اور مخلص صحابی حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے اور سیدہ مہ رخ پروین صاحبہ حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم رضی کی صاحبزادی محترمہ سیدہ خیر النساء بیگم صاحبہ مرحومہ کی پوتی ہیں۔ محترم شمس صاحب مدظلہ نے نکاح کا اعلان کرنے سے قبل خطبہ نکاح میں حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب رضی اور ان کے خاندان کی بزرگی نیکی اور تقویٰ و طہارت کا تفصیل سے ذکر کیا اور بتایا کہ ایک روایت کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ نے اس خاندان کو "کشتی نوح" قرار دیا ہے اس ضمن میں آپ نے علی الخصوص حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ مرحومہ کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کر کے ان کی سیرت کے بعض درخشاں پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور جماعت پر ان کے احسانات کا ذکر کرنے کے بعد اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی پرزور تحریک فرمائی۔

ادارہ الفضل اس تقریب سعید کے موقعہ پر حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ اور خاندان حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جملہ دیگر افراد کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو طرفین کے لئے ہر جہت سے خیر و برکت کا موجب اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ کی معرفت چاہو اور اُسی کی طرف قدم اٹھاؤ کہ کامیابی اسی میں ہے

یاد رکھو وہ راہ جہاں انسان کبھی ناکام نہیں ہو سکتا خدا تعالیٰ ہی کی راہ ہے

"یاد رکھو کہ وہ راہ جہاں انسان کبھی ناکام نہیں ہو سکتا وہ خدا تعالیٰ کی راہ ہے۔ دنیا کی شاہراہ ایسی ہے جہاں قدم قدم پر ٹھوکریں اور ناکامیوں کی چٹانیں ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے سلطنتوں تک کو چھوڑ دیا آخر بے وقوف تو نہ تھے۔ جیسے ابراہیم ادہم، شاہ شجاع، شاہ عبد العزیز جو مجدد بھی کہلاتے ہیں، حکومت، سلطنت اور شوکت دنیا کو چھوڑ بیٹھے۔ اس کی یہی وجہ تو تھی کہ ہر قدم پر ایک ٹھوکر موجود ہے۔ خدا تعالیٰ ایک موتی ہے اس کی معرفت کے بعد انسان دنیاوی اشیاء کو ایسی حقارت اور ذلت سے دیکھتا ہے کہ ان کے دیکھنے کے لئے بھی اسے طبیعت پر ایک جبر اور اکراہ کرنا پڑتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی معرفت چاہو۔ اور اس کی طرف ہی قدم اٹھاؤ کہ کامیابی اسی میں ہے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۴۵)

اپنے دلوں کو بادشاہوں کے بادشاہ اور احکم الحاکمین کی احدہانی بناؤ

یہی وہ عظیم الشان مقصد ہے جس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے

مرکزی تربیتی کلاس سے محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کا اختتامی خطاب

ربوہ — مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۶۴ء کو خدام الاحمدیہ کی گیارھویں سالانہ مرکزی تربیتی کلاس کے اختتام پر خدام سے خطاب کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے انہیں اپنی زندگیوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کی پُر درد و پُرسوز تلقین فرمائی۔ آپ نے قرآن مجید کی آیت اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۔ کی نہایت لطیف تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا اپنے دلوں کو خدائے احد و صمد جو بادشاہوں کا بادشاہ اور احکم الحاکمین ہے کا راجدھانی بناؤ اور اپنے آپ کو اس کی مرضیات اور اس کے حکموں کے اس درجہ تابع کر دو کہ ماسوا اللہ کا کوئی نقش بھی باقی نہ رہے۔ یہی وہ عظیم الشان مقصد ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ حضورؑ کسی تنظیمیں قائم کرنے تشریف نہیں لائے تھے حضورؑ کی بعثت کا مقصد تنظیموں کے قیام سے بہت ارفع و اعلیٰ تھا اور وہ تھا دلوں پر خدائے احد و صمد کی حکومت قائم کرنا اور حرکت و سکون

(باقی صفحہ ۔۔)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

خطبہ جمعہ

قرآن کریم کی رُو سے اسلام کی تبلیغ صرف چند افراد کا نہیں بلکہ ساری جماعت کا فرض ہے

جماعت کو تبلیغ کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے اور اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ ہماری زبانوں میں اثر پیدا کرے

مُسلمان اگر ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر سچا ایمان پیدا کریں اور خدا تعالیٰ پر توکل رکھیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ؛ فرمودہ ۱۸ اگست ۱۹۵۸ء

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ

وقاتلوا المشرکین کآفۃ
کما یقاتلونکم کآفۃ
(توبہ رکوع ۵)

اس کے بعد فرمایا:۔

قرآن کریم میں بعض ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں کہ اگر ان کی

صحیح توجیہہ

مدنظر نہ رکھی جائے تو دشمنوں کے لئے اعتراض کا موقعہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً یہی آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ تم سب مشرکوں سے قتال کرو۔ جیسا کہ وہ سب کے سب تم سے قتال کر رہے ہیں۔ اب اس جگہ قتال کے یہ معنے نہیں لئے جا سکتے کہ تلوار لے کر دشمنوں کا مقابلہ کرو کیونکہ اوّل تو آج کل تلوار کی جنگ کا زمانہ ہی نہیں۔ اب تو ہوائی جہازوں اور ایٹم بموں کا زمانہ ہے۔ اور پھر آجکل کفار مسلمانوں سے تلوار کی کوئی لڑائی نہیں لڑ رہے کہ مسلمانوں کے لئے بھی ان سے جنگ کرنا ضروری ہو۔ پس اس جگہ قتال کے معنی ظاہری جنگ کے نہیں بلکہ مذہبی مقابلہ اور اسلام کی اشاعت کے ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ مخالفین اسلام ہمیشہ مذہبی وسوسے پیدا کر کے لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ پس فاقتلوا المشرکین کآفۃ کے معنے یہ ہوئے کہ تم غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرو۔ اور یاد رکھو کہ یہ تم میں سے صرف چند افراد کا فرض نہیں بلکہ

ساری جماعت کا فرض

ہے کہ وہ اس کام میں حصہ لے کآفۃً کے یہی معنے ہیں کہ کوئی شخص بھی اس حکم کی تعمیل سے باہر نہ رہے اگر دس لاکھ احمدی ہیں اور ان میں سے ۹ لاکھ ننانوے ہزار ۹ سو ننانوے آدمی اس فرض کو ادا کرتے ہیں اور صرف ایک شخص تبلیغ نہیں کرتا تب بھی جماعت کے لوگ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ سارے کے سارے

تبلیغِ اسلام

کر رہے ہیں تو وہ اسی وقت اپنے فرض سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ جب وہ اس ایک شخص کو بھی اپنے ساتھ شامل کریں کیونکہ قرآن کریم کی ہدایت یہ ہے کہ مشرکوں کے مقابلہ ساری کی ساری جماعت کو کھڑا ہونا چاہیئے اور ہر فرد کو ان میں تبلیغ کرنی چاہیئے۔ میں نے آج سے

۲۵ سال پہلے

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ساری جماعت سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو تبلیغ کریں گے اور ان کو احمدی بنانے کی کوشش کریں گے۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری جماعت نے ابھی تک اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ لوگ جنہوں نے اس پر عمل کیا تھا انہوں نے تو فائدہ اٹھا لیا اور وہ کامیاب ہو گئے مگر جنہوں نے عمل نہ کیا ان کے رشتہ دار اب تک غیر احمدی چلے آ رہے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اب ہماری جماعت اس وقت سے بہت بڑھ چکی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری اس ہدایت پر عمل کیا جاتا اور ہر احمدی اپنے غیر احمدی رشتہ داروں میں تبلیغ پر زور دیتا تو اب تک ہر طرف احمدی ہی احمدی نظر آتے.....

بہرحال قرآن کریم نے تبلیغ کرنا ہر شخص کا فرض قرار دیا ہے اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ

تبلیغ دو طرح ہوتی ہے

ایک تو اس طرح کہ بعض خاص خاص لوگ اپنے آپ کو تبلیغ کے لئے وقف کر دیتے ہیں جن کے لئے قرآن کریم میں عاکفین اور مہاجرین کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور ایک تبلیغ اس رنگ میں ہوتی ہے کہ ساری جماعت جب بھی اسے موقع ملے تبلیغ میں حصہ لینے کے لئے تیار رہتی ہے گویا ایک خاص لوگوں کی جماعت ہوتی ہے۔ اور ایک عام لوگوں کی جماعت ہوتی ہے مگر عام جماعت کے افراد کو بھی قرآن کریم کہتا ہے کہ تم صرف واقفین پر انحصار نہ رکھو بلکہ ساری جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کرے اور بغیر استثناء کے ان کا ہر فرد اس میں حصہ لے۔ اگر ہماری جماعت کے افراد صرف اپنے رشتہ داروں کو ہی تبلیغ کریں اور ایک ایک شخص کے بیس بیس رشتہ دار بھی سمجھے جائیں تب بھی تھوڑے عرصہ میں ہی ہماری جماعت کی تعداد کروڑ تک پہنچ سکتی ہے۔ بے شک لوگ تمہیں غیروں کو تبلیغ کرنے سے روک سکتے ہیں لیکن کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اپنی بیوی کو یا اپنے خسر کو یا اپنے سالے کو تبلیغ نہ کرو۔ اگر تم کسی غیر کو تبلیغ کرو تو ممکن ہے وہ تمہیں مارنے پیٹنے لگ جائے لیکن تمہارا اپنا باپ تمہیں نہیں مارے گا، تمہارا بیٹا تمہیں نہیں مارے گا۔ تمہارا خسر تمہیں نہیں مارے گا۔ اور اگر تم میں سے ایک ایک شخص کے پچاس پچاس رشتہ دار ہوں اور

ہماری جماعت

دس لاکھ ہو تو پھر تو تھوڑے عرصہ کی جدوجہد کے نتیجہ میں ہی ہماری جماعت کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے پانچ کروڑ تک پہنچ سکتی ہے۔ اور اگر ہم پانچ کروڑ ہو جائیں۔ تو پھر مخالفت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لوگ خود بخود ہماری طاقت کو تسلیم کرنے لگ جائیں گے اور پھر دوسرے ملکوں پر اثر ڈال کر پانچ کروڑ سے دس کروڑ تک تعداد پہنچ سکتی ہے۔ اور ملایا اور انڈونیشیا وغیرہ پر اثر ڈال کر تو یہ تعداد اور بھی بڑھ سکتی ہے اب بھی خدا تعالیٰ کے اپنے فضل سے ہماری جماعت کی ترقی کے سامان پیدا کر رہا ہے۔ چنانچہ فلپائن میں۔ ڈچ گی آنا میں۔ فرنچ گی آنا میں اور برٹش گی آنا میں ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھتی سے پھیل رہی ہے اور وہاں ہماری تبلیغ پر کوئی اعتراض بھی نہیں کرتا۔ یہ

مخالفت کا جوش

صرف پاکستان میں پایا جاتا ہے ورنہ امریکہ میں یا انگلینڈ میں یا جرمنی میں یا سوئٹزرلینڈ میں یا فرانس میں یا سپین میں یا ٹرینیڈاڈ میں یا ڈچ گی آنا میں یا برٹش گی آنا میں یا فرنچ گی آنا میں جب ہم غیر مسلموں میں تبلیغ کرتے ہیں تو وہاں کے مسلمان اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ ہم ان کے ملک میں اسلام پھیلا رہے ہیں۔ بلکہ انڈونیشیا کے لوگوں کی تو یہ حالت ہے کہ ۱۹۵۳ء میں جب ہماری جماعت کے خلاف یہاں فسادات ہوئے تو انڈونیشیا نے اس کے خلاف حکومتِ پاکستان کے پاس احتجاج کیا جس کے متعلق انکوائری کمیشن کے موقع پر مولویوں نے کہا کہ اصل میں وہ ایک احمدی ایمبیسیڈر تھا جس کے حکومتِ پاکستان کے پاس پروٹسٹ کیا تھا۔ لیکن خواجہ ناظم الدین صاحب

اپنی گواہی میں تسلیم کیا کہ وہاں ایک مشہور سیاسی پارٹی کے لیڈر نے اس بارہ میں ہمارے پاس احتجاج کیا تھا اور گو وہ متعصب آدمی ہے۔ لیکن جب وہاں ان فسادات کی خبریں پہونچیں تو اس نے حکومت پاکستان کو لکھا کہ مذہب کے معاملہ میں لوگوں کو جبر سے کام نہیں لینا چاہیئے اسی طرح ہماری جماعت کے دوست اس سے ملنے گئے تو وہ کہنے لگا کہ میرے پاس تو آپ کی

جماعت کا سارا لٹریچر

موجود ہے۔ ڈاکٹر رکارنو نے بھی احمدیوں کی تعریف کی۔ اور جب مولویوں نے اس پر اعتراض کیا تو اس نے کہا کہ میں تو سمجھتا ہوں کہ میں کسی اسلامی حکومت کا پریذیڈنٹ رہنے کے قابل ہی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر نہ پڑھوں کیونکہ اسلام کی خوبیاں مجھے صرف اس جماعت کے لٹریچر سے معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح جب اسے قرآن دیا گیا تو اس نے شکریہ کے ساتھ لیا۔ اور کہا کہ اس کے ساتھ انڈیکس بھی ہونا چاہیئے تاکہ اس کے مضامین کی تلاش میں آسانی ہو۔ غرض ہماری جماعت کے افراد کو اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی تبلیغ پر زور دینا چاہیئے۔ اس وقت ہماری جماعت دس لاکھ سے بہت اوپر نکل چکی ہے۔ لیکن اگر دس لاکھ بھی ہو تب بھی اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کر کے تھوڑے عرصہ میں ہی ہماری تعداد کہیں سے کہیں پہونچ سکتی ہے۔

پاکستان کی آبادی

اس وقت آٹھ کروڑ ہے اور دنیا میں عام اصول یہ ہے کہ اگر کسی منظم جماعت کا تناسب کسی ملک کی آبادی میں ایک فیصدی تک پہونچ جائے۔ تو وہ ملک پر غالب آجاتی ہے۔ جرمنی میں جب پروٹسٹنٹ فرقہ کا آغاز ہوا اور لوتھر نے کام شروع کیا تو شروع میں وہ بہت تھوڑے تھے۔ لیکن جب وہ اپنے ملک کی آبادی کا ایک فیصدی حصہ بن گئے تو سارے ملک پر غالب آگئے اسی طرح اگر پاکستان میں ہماری تعداد بڑھ جائے۔ اور ہماری

منظم جماعت آبادی کا ایک فیصدی

ہو جائے تو ہماری جماعت کی طاقت غیروں کو بھی تسلیم کرنی پڑے گی۔

پس ہماری جماعت کو تبلیغ کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ ان کی زبانوں میں اثر پیدا کرے۔ اسی طرح مبلغوں کے لئے بھی دعائیں کرو کیونکہ وہ ساری جماعت کا کام کر رہے ہیں۔ اور ان کے کارناموں کو ہماری جماعت کا ہر فرد اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ وہ بسا اوقات غیروں کے سامنے بڑے فخر کے ساتھ کہتا ہے کہ ہم

غیر ممالک میں اسلام کی تبلیغ

کر رہے ہیں ہم غیر ممالک میں مساجد بنا رہے ہیں۔ لیکن اس کی اپنی یہ حالت ہوتی ہے کہ بعض اوقات وہ چندوں میں بھی پورا حصہ نہیں لے رہا ہوتا۔ یا اگر چندہ دیتا ہے تو اپنے آپ کو اسلام کی تبلیغ کے لئے وقف نہیں کرتا۔ حالانکہ ہمارے باہر کے مبلغ اب شور مچا رہے ہیں کہ ان کی مدد کے لئے اور آدمی بھجوائے جائیں اس وقت سب سے زیادہ

ترقی کے آثار

مغربی جرمنی میں نظر آ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اگر پندرہ بیس اور مبلغ یورپ میں چلے جائیں۔ اور دس پندرہ مسجدیں بن جائیں تو بڑی تعداد میں وہاں کے لوگ احمدی ہو سکتے ہیں۔ انگلینڈ کے لوگ تو اب عیاش ہو گئے ہیں۔ لیکن جرمن سائنس کی تحقیقات پر جان دیتے ہیں۔ اور بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں کہ احمدیت بڑا اچھا کام کر رہی ہے۔ جب ہمبرگ میں ہماری مسجد بنی۔ اور اخبارات میں اس کی خبریں شائع ہوئیں تو عراق میں ایک جرمن انجینئر تھا اس نے ہمیں خط لکھا۔ کہ ہمبرگ میں مسجد کی تعمیر اور اس کے افتتاح کی خبریں تو ہم نے سن لی ہیں۔ مگر آپ نے اپنے مبلغ کا پتہ نہیں لکھا۔ آپ مجھے اس کا پتہ بھجوائیں کیونکہ میں اسے چندہ بھجوانا چاہتا ہوں۔ اب یہاں تو یہ کیفیت ہے کہ بعض دفعہ پیچھے پڑ کر بھی لوگوں سے چندہ مانگا جائے تو وہ نہیں دیتے۔ اور اس کی یہ حالت ہے کہ وہ عراق سے خط لکھتا ہے۔ کہ مجھے اپنے مبلغ کا پتہ بھجوائیں۔ میں اسے چندہ بھجوانا چاہتا ہوں۔ تو ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ

اسلامی ترقی کیلئے

اپنا پورا زور لگا دیں۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا وقت آگیا ہے۔ جیسے ڈال پر آم پک جاتے ہیں اور ہر آم آپ ہی آپ ٹوٹ کر نیچے گرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔

اب عیسائی دنیا اسلام قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہے۔ صرف درختوں کی ٹہنیاں ہلانے کی ضرورت ہے۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے مریم سے کہا کہ کھجور کے تنہ کو ہلا۔ تجھ پر تازہ بتازہ کھجوریں گریں گی۔ اسی طرح ہمیں بھی اب صرف تنہ ہلانے کی ضرورت ہے ورنہ پھل پک چکا ہے اور اب وہ گرنے ہی والا ہے۔

لطیفہ مشہور ہے

کہ ایک دہریہ باغ میں گیا۔ تو کہنے لگا۔ لوگ تو خدا تعالیٰ کو بڑا عقلمند کہتے ہیں مگر یہ عقلمندی کیسی ہے کہ اس نے ایک پتلی سی بیل کے ساتھ تو اتنا بڑا کدو لگا دیا۔ اور بڑے بڑے مضبوط درختوں پر چھوٹے چھوٹے آم لگا دیئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے نیند آگئی اور وہ وہیں آم کے درخت کے نیچے سو گیا۔ سویا ہوا تھا کہ اچانک اس کے سر پر بڑے زور سے ایک آم گرا۔ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا۔ اللہ میاں میری توبہ میں اپنی گستاخی کی تجھ سے معافی طلب کرتا ہوں۔ میں سمجھ گیا کہ جو کچھ تو نے کیا بالکل درست ہے۔ اگر اتنی دور سے کدو مجھ پر گرتا تو میری تو جان نکل جاتی۔ اسی طرح یورپ بھی اب ٹپکنے کو بیٹھا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ

جماعت قربانی کرے

کچھ چندوں میں زیادتی کرے اور کچھ نوجوان اپنے آپ کو وقف کریں۔ بے شک وقف جدید کے ماتحت بیعت سے نوجوانوں نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ مگر ابھی تک میں ان کے کام سے پوری طرح خوش نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابھی ان کو کام شروع کئے بھی پانچ چھ مہینے ہی ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے کام میں ابھی تیزی پیدا نہیں ہوئی۔ اگر ایک دو سال گزر جائیں۔ تو پھر ان کے کام کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔ اس وقت تک وقف جدید کے ذریعہ ایک سو چالیس بیعتیں ہو چکی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک

فی مبلغ ایک ہزار سالانہ بیعت

ہونی چاہیئے۔ آج کل وقف جدید میں ستر آدمی کام کر رہے ہیں۔ اگلے سال ممکن ہے۔ یہ تعداد ۱۵۰ تک پہونچ جائے اور پھر ڈیڑھ لاکھ دو لاکھ سالانہ صرف وقف جدید کے معلمین کے ذریعہ ہی بیعت ہونے لگے۔ اگر ایسا ہو جائے۔ تو پانچ سات سال میں خدا تعالیٰ کے فضل سے

ہماری تعداد

کئی گنے بڑھ سکتی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ہی سب کام کرنے والا ہے۔ ہمارا کام تو صرف کوشش اور جدوجہد کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" (تذکرہ صـ۳۱۷)

چنانچہ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ مگر ہمیں صرف اس بات پر خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہونچ چکی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری جماعت کو اس قدر ترقی عطا فرمائے گا۔ کہ

دوسرے مذاہب کے پیرو

اس جماعت کے مقابلہ میں ایسے ہی بے حیثیت ہو کر رہ جائیں گے۔ جیسے آجکل کی ادنےٰ اقوام بے حیثیت ہیں

پس ہماری خواہش یہ ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ زمانہ بھی دکھا دے جب ہماری جماعت ساری دنیا پر غالب آجائے بلکہ اس سے بڑھ کر ہماری یہ دعا ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو غلبہ بھی عطا فرمائے۔ اور دوستوں کو اپنے ایمانوں پر بھی قائم رکھے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

اور آپ کے خلفاء کے زمانہ میں جب مسلمان ایمان پر قائم تھے۔ روم اور ایران کے بادشاہ ان کے نام سے کانپتے تھے۔ مگر جب ان کے اندر ایمان نہ رہا۔ تو ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا اور انہیں تباہ کر دیا۔ اب بھی مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ مگر ادھر وہ امریکہ سے ڈر رہے ہیں۔ اور ادھر روس سے خوف کھا رہے ہیں۔ کبھی امریکہ سے کہتے ہیں کہ ہماری جھولی میں کچھ ڈالو اور کبھی روس کی طرف اس امید سے دیکھتے ہیں کہ شاید وہ ان کی جھولی میں کچھ ڈال دے۔ حالانکہ ایک زمانہ میں مسلمان بڑی سے بڑی لالچ کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا تھا۔

روم کی جنگ

پر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ تو تین صحابہ غلطی سے پیچھے رہ گئے۔ آپ نے واپس آنے پر ان تینوں کو مقاطعہ کی سزا دے دی۔ ان میں سے ایک صحابی کہتے ہیں کہ جب مقاطعہ لمبا ہو گیا۔ تو میں تنگ آگیا۔ میرا ایک بڑا گہرا دوست تھا اور بھائیوں کی طرح مجھے پیارا تھا۔ وہ اپنے باغ

میں کام کر رہا تھا کہ میں اس کے پاس پہنچا اور میں نے کہا بھائی تم جانتے ہو کہ میں منافق نہیں۔ میں سچا اور مخلص مسلمان ہوں صرف غلطی کی وجہ سے جنگ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ مگر وہ بولا نہیں۔ اس نے

آسمان کی طرف

دیکھا اور کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں مجھے اس سے شدید صدمہ پہنچا اور میں باغ سے نکل کر شہر کی طرف چل پڑا۔ میں گھر کی طرف جا رہا تھا کہ مجھے پیچھے سے ایک شخص نے آواز دی میں ٹھہرا تو اس نے مجھے عرب کے ایک

بادشاہ کا خط

دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ ہم نے سنا ہے محمدؐ رسول اللہ نے تم پر بڑا ظلم کیا ہے۔ تم ہمارے پاس آجاؤ۔ ہم تمہاری بڑی عزت کریں گے وہ صحابی کہتے ہیں میں نے پیغامبر کو کہا کہ تم میرے ساتھ چلو میں ابھی اس کا جواب دیتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ ساتھ چلا۔ راستہ میں میں نے دیکھا کہ ایک جگہ تنور جل رہا تھا میں اس کے قریب پہنچا اور میں نے وہ خط اس کے سامنے اس تنور میں ڈال دیا۔ اور پھر میں نے اسے کہا کہ جاؤ اور اپنے بادشاہ سے کہہ دو کہ یہ تمہارے خط کا جواب ہے۔ تو دیکھو اسے کتنی بڑی لالچ دی گئی تھی مگر اس نے کچھ بھی پرواہ نہ کی اور بادشاہ کے خط کو آگ میں جھونک دیا۔ مگر آج مسلمان ہر جگہ بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ اگر اس کے اندر

سچا ایمان

ہوتا تو وہ نہ امریکہ کی طرف دیکھتا اور نہ روس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتا بلکہ خود پیسہ پیسہ جمع کر کے اپنی تمام ضروریات کو خود پورا کرنے کی کوشش کرتا مگر یہ جذبہ قوم میں اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب اس کے افراد اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان رکھیں اور موت کا ڈر اپنے دل سے نکال دیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ مدینہ کے قریب پہنچ کر آپ دوپہر کے وقت آرام فرمانے کے لئے ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے اور صحابہؓ بھی ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے سمجھا کہ اب تو مدینہ قریب ہی آگیا ہے۔ اب کسی دشمن کے حملہ کا کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اتفاقاً ایک شخص جس کا بھائی کسی جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے

اسلامی لشکر

کے پیچھے پیچھے چلا آرہا تھا اور حملہ کے لئے کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں اور صحابہؓ بھی ادھر ادھر چلے گئے ہیں تو اس نے آپ کے پاس پہنچ کر آپ کی ہی تلوار اٹھالی جو درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اور پھر اس نے آپ کو جگایا اور کہا کہ بتائیں اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح لیٹے لیٹے نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ فرمایا کہ

اللہ

آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اس کا جسم کانپا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آپ نے فوراً وہی تلوار اٹھالی اور پھر اس سے پوچھا کہ بتا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ اس نے کہا آپ ہی مہربانی کریں اور مجھے معاف فرمادیں۔ آپ بڑے رحیم و کریم ہیں۔ آپ نے فرمایا کمبخت تجھے اب بھی عقل نہ آئی۔ تو نے کم از کم میری زبان سے ہی اللہ کا لفظ سن کر کہہ دینا تھا کہ اللہ مجھے بچا سکتا ہے۔ مگر میری زبان سے بھی اللہ کا نام سن کر تجھے سمجھ نہ آئی اور تو نے خدا کا نام نہ لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس زمانہ میں بھی

سب سے بڑی ضرورت

یہی ہے کہ مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت قائم کی جائے اور ان کے دلوں میں اس پر سچا ایمان پیدا کیا جائے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان اب بھی اللہ اللہ کہتے پھرتے ہیں مگر حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ آجکل مسلمانوں کے نزدیک اللہ کے معنے

صفر کے ہیں

چنانچہ جب کسی شخص کے گھر میں کچھ بھی نہیں رہتا تو وہ کہتا ہے کہ میرے گھر میں تو اللہ ہی اللہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرے گھر میں کچھ نہیں۔ گویا اللہ کے معنے ان کے نزدیک ایک صفر کے ہیں۔ حالانکہ پہلے زمانہ میں جب مسلمان کہتے تھے کہ ہمارے پاس اللہ ہی اللہ ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے تھے کہ آسمان بھی ہمارے ساتھ ہے اور زمین بھی ہمارے ساتھ ہے۔ پہاڑ بھی ہمارے ساتھ ہیں اور دریا بھی ہمارے ساتھ ہیں اور کسی کی مجال نہیں کہ ہمارے مقابلہ میں ٹھہر سکے مگر آجکل یہ کیفیت ہے کہ بھیک مانگنے والے فقیر ہر جگہ یہ کہتے سنائی دیں گے کہ

اللہ ہی اللہ۔ اللہ ہی اللہ۔ اور ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہمارے پاس کچھ نہیں خدا کے لئے ہمیں کچھ کھانے کو دو۔ پس مسلمان اگر ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر سچا ایمان پیدا کریں اور

خدا تعالیٰ پر توکل۔

رکھیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امریکہ اور روس نے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنا لئے ہیں جن کی وجہ سے دنیا ان سے مرعوب ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ سے دعائیں کی جائیں اور اپنے اندر سچا ایمان پیدا کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی کوئی نہ کوئی توڑ پیدا فرما دے گا پہلے میرا خیال تھا کہ امریکہ یا روس ایٹم بم کا کوئی توڑ پیدا کر لیں گے مگر اب

قرآن کریم پر غور

کرنے سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ روس اور امریکہ اس کا توڑ پیدا نہیں کریں گے بلکہ آسمان سے ایسے شہاب ثاقب گریں گے جن سے ان کے تمام بم بیکار ہو کر رہ جائیں گے اور وہ دنیا کی تباہی کے ارادوں میں ناکام رہیں گے۔

پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کریں اور اس سے سچا تعلق پیدا کریں اور اگر وہ خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کر لیں تو ان کی تلواریں توپوں سے بھی زیادہ کام کریں گی اور ان کے تھوڑے سے روپے کروڑوں ڈالروں اور پونڈوں سے بھی زیادہ نتیجہ خیز ہوں گے کیونکہ مومن کے روپیہ میں اللہ تعالیٰ بڑی برکت فرما دیتا ہے۔

ایک دفعہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک اشرفی دی اور فرمایا کہ میرے لئے قربانی کا ایک اچھا سا دنبہ خرید لاؤ۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے آپ کی خدمت میں دنبہ بھی پیش کر دیا اور اشرفی بھی واپس دے دی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اشرفی کیوں واپس کر رہے ہو اس نے کہا یا رسول اللہ میں باہر دیہات میں نکل گیا تھا یہاں تو ایک اشرفی کا ایک ہی دنبہ آتا ہے مگر باہر گاؤں میں جا کر

ایک اشرفی

کے ۲ دو دنبے مل گئے جب میں واپس آیا تو میں نے شہر میں ایک دنبہ ایک اشرفی میں فروخت کر دیا اب دنبہ بھی حاضر ہے اور اشرفی بھی آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے

مومن بندہ کے روپیہ میں بڑی برکت

پیدا فرما دیتا ہے اور اس کا تھوڑا سا روپیہ بھی اس کی ضروریات کو پورا کر دیتا ہے

⁂

ضروری گزارش

احباب سے ضروری گزارش ہے کہ الفضل کے مشتہرین سے خط و کتابت کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں اور ان سے معاملہ کرتے وقت اپنی تسلی ہر طرح کر لیا کریں!

(مینیجر الفضل)

فریضۂ حج کی فلاسفی

عالمی اخوت اسلامیہ کا ایمان افروز اجتماع

(از مکرم شیخ نور احمد منیر صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ)

(۲)

قرآن کریم اس خانہ کعبہ کی تعمیر کا ذکر یوں کرتا ہے۔

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا و ھدی للعلمین

یعنی پہلا گھر جو لوگوں کے فائدہ کی غرض سے خدا کی عبادت کے لئے بنایا گیا وہ وہی ہے جو مکہ کی وادی میں ہے۔ جو بہت ہی بابرکت ہے اور ساری دنیا کے لئے باعث ہدایت ہے باپ اور بیٹے جب دونوں اسی خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے اس وقت وہ انکساری میں جس رقت سوز اور تڑپ سے دعائیں کر رہے تھے اس کا ذکر بڑے ہی دلنشین اور شیریں الفاظ میں قرآن کریم یوں پیش کرتا ہے۔

واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتب والحکمۃ و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم (البقرہ ۱۲۸-۱۳۰)

"یاد کرو اس وقت کو کہ جب ابراہیم اور اسمٰعیل اس گھر کی بنیادوں کو اٹھا رہے تھے اور وہ دعا کر رہے تھے۔ اے ہمارے رب تو ہم دونوں کو اپنے فرمانبردار بندے بنا اور ہماری ذریت میں سے بھی فرمانبردار جماعت بنا۔ ہم کو عبادت اور حج کے مناسک دکھلا اور ہماری طرف رجوع برحمت ہو یقیناً تو رجوع برحمت ہونے والا ہے اور بار بار رحم کرنے والا ہے اور اے ہمارے رب تو مبعوث کیجیو ان میں اپنا ایک رسول ان میں سے جو تیرے نشانات ان کو سنائے اور ان کو کتاب و حکمت سکھائے اور ان کا تزکیہ کرے۔ یقیناً تو غالب اور حکمت والا ہے"

یہ وہ عظیم الشان تاریخی دعا ہے جو ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی اور خدا تعالیٰ کے فرشتے آپ کی دعاؤں پر آمین آمین کہتے جا رہے تھے پیش آمدہ واقعات نے حقائق کے آئینہ میں تصدیق کی اور اس دعا کے ثمرات و نتائج ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اسی دعا کے پیش نظر حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"انا دعوۃ ابراھیم"

کہ میں حضرت ابراہیم کی دعا کا ثمرہ ہوں

(۴)

عظیم الشان پیشگوئی

باپ اور بیٹے نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل کی۔ بعد ازاں آپ کو ارشاد ربانی ہوتا ہے:۔

وطھر بیتی للطائفین والقائمین والرکع السجود واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلیٰ کل ضامر یاتین من کل فج عمیق۔ (الحج ۲۷-۲۸)

اللہ اکبر! یہ آب وگیاہ وادی میں ابراہیمی دعا کو شرف قبولیت کا مقام دے دیا جاتا ہے نہ صرف دائمی قبولیت بلکہ اس دعا کے نتیجہ میں عظیم الشان پیشگوئی کا بھی ذکر دیا گیا ہے چنانچہ ہر سال یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے فرزندان اسلام کے قافلے مشارق و مغارب سے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پہنچتے ہیں۔ دنیا کے تمام مواصلاتی اور رسل و رسائل کے وسائل حرکت میں آچکے ہیں اور آج بڑے سے بڑے ہوائی جہاز جدہ پہنچ رہے ہیں۔ خاکسار دوقم نے دمشق اور بیروت کے فضائی عالمی مستقر پر بکثرت ان جہازوں کی اڑان کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور یہ منظر انتہائی جاذب نظر اور ایمان افروز تھا۔ ہر اسلامی حکومت میں خصوصاً اور دوسری حکومتوں میں عموماً محکمہ حج موجود ہے۔ جو صرف فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے جملہ انتظامات سفر کرتا ہے

(۵)

نفسیاتی اثر

اسلام کے پانچوں ارکان اپنی ترتیب کے لحاظ سے خاص حکمتوں اور مقاصد پر مشتمل ہیں۔ حج عمر میں کم از کم ایک دفعہ کیا جاتا ہے۔ مگر وہ بھی مشروط۔ حج عشق اور وصال کی اس گھڑی کا نام ہے۔ جبکہ عاشق تمام منازل عشق طے کر چکتا ہے۔ مگر اسکے دل میں ایک حسرت رہ جاتی ہے کہ اب میں سرور کائنات حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے مولد و مدفن کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھوں وہ جگہ جہاں سے اسلام کا غلغلہ بلند ہوا۔ جہاں خدا تعالیٰ کی وحی سے آپ کو مشرف کیا گیا۔ جس جگہ خدا تعالیٰ کے پاک قرآن کریم کا نزول ہوا۔ جس مقام کے گلی کوچوں میں حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کی رہنمائی اور روحانی ترقی کے لئے کوشاں رہے۔

نفسیاتی لحاظ سے حج انسان کے اخلاق اور جملہ حرکات میں خاص تاثیر اور احساس پیدا کرتا ہے ایک شخص مالی قربانی کر کے اپنے وطن اور ماحول سے دور دراز ایسے مقام کی طرف جاتا ہے جہاں ہرگز ہرگز کوئی جاذبیت نہیں ہے۔ وہاں چلچلاتی ہوئی دھوپ ہے اور زمین و آسمان سے آگ برستی ہے۔ حج کرتے وقت انسان اپنے اندر نمایاں تبدیلی کر لیتا ہے اس کے سامنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور آپ کے اسوۂ حسنہ کا نقشہ آجاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اس کا قدم نیکیوں کی طرف اٹھتا ہے اور اس کی شخصیت میں امتزاج اور تجرد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

من حج ولم یفسق خرج کیوم ولدتہ امہ

یعنی جس شخص نے حج کیا اور کسی قسم کی بدعہدی اس سے سرزد نہیں ہوئی۔ اس کی حالت ایسی ہی ہوگی جیسا کہ اسکی ماں نے جنا ہو۔ یہ ارشاد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جہاں حج کی فضیلت بیان کرتا ہے وہاں ہر حاجی کے انفرادی اخلاق اور حرکات میں نمایاں تبدیلی اور اصلاح نفس کی طرف بھی راہنمائی کرتا ہے

ایک حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

"کہ جب تو کسی حاجی سے ملے تو سلام کر اور اس سے مصافحہ کر اور اسے درخواست کر کہ وہ تیرے لئے مغفرت کی دعا مانگے۔ اپنے گھر سے داخل ہونے سے پہلے کیونکہ وہ درحقیقت بخشا گیا ہے۔" (مسند احمد)

کیسا ہی مبارک اور ایمان افروز منظر ہے۔ جبکہ ہر حاجی چاہے وہ امیر ہو یا فقیر ایک قسم کا لباس پہنتا ہے اور انتہائی فروتنی سے اللہ تعالیٰ کو یوں مخاطب کرتا ہے:۔

اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک لبیک

یعنی اے خدا میں تیرے حضور حاضر ہوا ہوں اور تیرے جملہ احکام و اوامر کو بسر و چشم ادا کرنے کا عہد کرتا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں توحید پرست ہوں۔ پھر تیسری بار اس عہد کا اعادہ کرتا ہوں کہ میں تیری اطاعت کروں ہر قسم کی تعریف اور نعمت کا تو ہی مستحق ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔"

یہ وہ مبارک الفاظ ہیں۔ جس کا حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان نے ورد کیا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان کلمات کو تمام عمر دہرایا۔ ان عربی کلمات میں اتنی عظیم الشان لفظی اور معنوی جاذبیت اور شیرینی پائی جاتی ہے کہ ہر صاحب ذوق ان سے بے انتہا لطف اندوز ہوتا ہے

(۶)

نسلی امتیاز

بانئ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ تمام دنیا کے لئے تھی۔ آپ رحمۃ للعالمین تھے۔ آپ احمر اسود کی ہدایت کے لئے آئے تھے۔ اسلام رنگ و نسل اور قومیت کے امتیاز کے سخت خلاف ہے اور اس حرکت کو انتہائی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس امر نے آج دنیا میں ایک فتنہ پیدا کر رکھا ہے۔ کالے اور گورے کے امتیاز سے نہ صرف باہمی تعلقات متاثر ہوتے ہیں بلکہ عالمی سیاست کے مسائل کے حل کرنے میں یہ امر ایک عقدہ لاینحل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

حج کے اسلامی اجتماع میں کیا سیاہ فام کیا سفید فام سب ایک پلیٹ فارم پر دکھائی دیتے ہیں۔ مشرق و مغرب کے مسلمان تکبیر و تحمید کرتے ہوئے دنیا کے ہر گوشے سے آج اکٹھے ہو رہے ہیں اور انما المومنون اخوۃ کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے اسلام کو نمایاں امتیاز حاصل ہے کہ اس نے امن عالم کے راستہ کو ہموار کر دیا ہے۔ اور اس میں یہ بھی ارشاد ہے کہ امن عالم کی بنیاد میں صرف اور صرف اسلامی اصولوں اور تعلیمات پر قائم ہو سکتی ہیں۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

پاکستان ویسٹرن ریلوے ———— لاہور ڈویژن

ٹنڈر نوٹس

۶۵-۱۹۶۴ء کے دوران لاہور ڈویژن کے کسی بھی ریلوے اسٹیشن پر ۹ ہزار مٹی کے ۶۵۰ گھڑوں اور چار سو صراحیوں (مع ڈھکنوں کے) کی فراہمی کے لئے سر بمہر ٹنڈرز مٹی کے گھڑوں اور صراحیوں کے نمونوں سمیت، ۲۰ اپریل ۱۹۶۴ء بروز سوموار ۹ بجے صبح تک مطلوب ہیں۔ یہ سامان حسب ذیل چار قسطوں میں فراہم کرنا ہوگا۔

	تخمینہ تعداد			فراہمی کی تاریخ
	مٹکے	گھڑے	صراحیاں	
پہلی سپلائی	۲۵۰۰	۵۰	۵۰	۲۰ جولائی ۶۴ء یا اس سے قریب کی کوئی تاریخ
دوسری سپلائی	۲۰۰۰	۵۰	۵۰	۲۰ اکتوبر ۶۴ء " " "
تیسری سپلائی	۱۵۰۰	۵۰	۵۰	۲۰ جنوری ۶۵ء " " "
چوتھی سپلائی	۳۰۰۰	۵۰۰	۲۵۰	۲۰ اپریل ۶۵ء " " "
	۹۰۰۰	۶۵۰	۴۰۰	

پانچ صد روپے کی رقم بطور زر ضمانت جمع کرانا ہوگا

ٹنڈر کی شرائط اور فارم ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ (ٹرانسپورٹیشن) لاہور سے کسی بھی یوم کار کو ایک روپیہ ادا کر کے جو ناقابل واپسی ہوگا حاصل کیا جا سکتا ہے۔

زیر دستخطی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کوئی ٹنڈر یا تمام ٹنڈرز کوئی وجہ بتائے بغیر مسترد کر دے

(ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ [illegible] لاہور)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میری والدہ صاحبہ اہلیہ میاں تاج الدین صاحب چغتائی مرحوم آجکل بہت سخت بیمار ہیں۔ ان کے بائیں بازو پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ درویشان قادیان اور بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ والدہ صاحبہ کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار ایف ڈی چغتائی رحمانپورہ اچھرہ لاہور

۲۔ محترمہ امینہ بیگم صاحبہ بوجہ خرابی جگر و دیگر عوارض بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ (چوہدری محمد شریف گجر وزیر آباد)

۳۔ میری بیوی کافی عرصہ کان میں درد اور سوزش کی وجہ سے بے حد تکلیف میں ہے۔ قارئین الفضل و درویشان قادیان سے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

(محمد ابراہیم خلیل از بشیر آباد سندھ)

خدام الاحمدیہ کی گیارھویں مرکزی کلاس کی اختتامی تقریب

بقیہ صفحہ اوّل

اسی دعہ اسی کے تابع فرمان بنانا کہ ہر سچا مومن اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل ہو کر پورے انشراح اور دلی بصیرت کے ساتھ کہہ سکے کہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

تربیتی کلاس کے مختصر کوائف

خدام الاحمدیہ کی گیارھویں مرکزی تربیتی کلاس جس کے اختتام پر محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کلاس میں شرکت کرنے والے خدام سے الوداعی خطاب فرما رہے تھے ۳۔ اپریل کو شروع ہوئی تھی۔ یہ کلاس تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بشیر ہال میں مسلسل پندرہ روز تک جاری رہی امسال مغربی پاکستان کی مختلف مجالس کے ۱۴۱ خدام شریک ہوئے۔ ان میں سے ربوہ کے ۳۱ خدام کے علاوہ بیرونجات سے آنیوالے خدام کی تعداد ۱۱۰ تھی۔ یہ تعداد گزشتہ سال بیرونجات سے آنے والے خدام سے کسی قدر زیادہ ہے۔ گزشتہ سال بیرونجات کے ۱۰۳ خدام شریک ہوئے تھے۔ ان ۱۴۱ خدام نے پندرہ دن ایک خاص پروگرام کے ماتحت علم دین سیکھنے اور خصوصی عبادات بجالانے میں بسر کئے۔

امسال تربیتی کلاس میں قرآن کریم، حدیث شریف، ضروری فقہی مسائل، کلام، ردِّ عیسائیت، قواعد عربی، کمیونزم اور اسلام کے اقتصادی نظام کا موازنہ اور طبی امداد سے متعلق اہم اسباق پڑھانے کے علاوہ اسکے نصاب میں دو نئی چیزوں کا اضافہ کیا گیا۔ ان میں ایک اصلاح و ارشاد کی عملی تربیت اور دوسرے صنعت و حرفت کی ٹریننگ شامل تھی۔ چنانچہ کلاس میں شامل خدام نے ربوہ کے آس پاس کے دیہات میں وفود کی شکل میں جا کر اصلاح و ارشاد کا کام کیا نیز انہیں جلد سازی، پینٹ اور سیاہی وغیرہ تیار کرنے کی تربیت بھی دی گئی۔ مزید برآں انہیں عام ضرورت کی متعدد دیگر اشیاء تیار کرنے سے متعلق ضروری نوٹس لکھوائے گئے۔

تلقین عمل کے پروگرام کے تحت جو روزانہ نماز عشاء کے بعد ہوتا تھا علمائے سلسلہ نے اہم موضوعات پر تقاریر کر کے انہیں بیش قیمت نصائح سے نوازا اس پروگرام کے تحت مکرم مولانا ابو العطاء صاحب، مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب، مکرم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب، مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب، مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف، مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر، مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد، مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، مکرم کمال یوسف صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب اور مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے خدام سے خطاب فرمایا۔

مقررہ کورس کی تکمیل پر ان سب خدام کا امتحان لیا گیا پاس ہونے والے خدام کو سندات کا اور مختلف مضامین اور مقابلہ جات میں اوّل اور دوم آنے والے خدام کو خصوصی انعامات کا مستحق قرار دیا گیا۔

اختتامی تقریب کی کارروائی

کلاس کی اختتامی تقریب مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۶۲ء کو ۵ بجے شام محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جو نفیس احمد صاحب نے کی۔ ازاں بعد محترم صاحب صدر کی اقتداء میں جملہ خدام نے کھڑے ہو کر اپنا عہد دہرایا۔ بعدہ مکرم نور الحق صاحب تنویر مہتمم تعلیم مجلس مرکزیہ نے کلاس کے انتظامات اور کارکردگی سے متعلق کوائف پر مشتمل رپورٹ پڑھ کر سنائی پھر محترم صاحب صدر نے پاس ہونیوالے اور امتیاز حاصل ہونیوالے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے۔

محترم صاحب صدر کا الوداعی خطاب

تقسیم انعامات سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے خدام کو اختتامی خطاب سے نوازا تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے اس امر پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے گیارھویں سالانہ تربیتی کلاس کامیابی اور خیر و خوبی سے منعقد کرنیکی توفیق عطا فرمائی پھر آپ نے ان خدام کا جنہیں کلاس میں شریک ہو کر اللہ تعالیٰ اور اسکے دین کی باتیں سننے کی سعادت میسر آئی نیز منتظمین اور اساتذہ اور علی الخصوص مکرم نور الحق صاحب تنویر مہتمم تعلیم مجلس مرکزیہ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے کلاس کو کامیاب بنانے میں پوری فرض شناسی اور استقلال سے اپنے فرائض کو انجام دیا۔

آپ نے خاص طور پر ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے کلاس سکول کے "بشیر ہال" میں منعقد کرنیکی اجازت دی اور اس سلسلہ میں انہوں نے اور انکے سٹاف نے ہر قسم کا تعاون روا رکھا

اس کے بعد آپ نے خدام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ کے مامور و مرسل اور اسکے نبی خدائے احد و صمد کی توحید قائم کرنے دنیا میں آتے ہیں۔ ان کی بعثت کا اصل اور بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا بیج بوئیں اور انہیں اس طرح اس کی محبت میں سرشار کریں کہ ماسوا اللہ سے ان کا تعلق یکسر منقطع ہو جائے سب صداقتوں کی جان اور تمام سچائیوں کا نقطۂ مرکزی کیا ہے؟ یہی کہ لا الٰہ الا اللہ یعنی اللہ ہی اس کے قابل ہے کہ اس کی پرستش کی جائے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کے مامور سب سے زیادہ زور توحید پر ہی دیتے ہیں اور سب سے اول اسی بنیادی صداقت کو ہی دلوں میں راسخ کرتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا بھی مقصد بھی توحید اور محبت الٰہی کا قیام تھا۔ آپ منتظمین قائم کرنے تشریف نہیں لائے تھے آپ ایک عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کر کے ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنانے آئے تھے جہاں تک اس روحانی انقلاب کے برپا ہونے اور نئی زمین و نئے آسمان کے معرض وجود میں آنے کا تعلق ہے توحید اور محبت الٰہی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے پس آج ہمیں منتظموں ڈاکٹروں، انجینئروں، فلاسفروں اور مدبروں کی ضرورت نہیں۔ ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو اپنے دلوں کو خدائے احد و صمد کی راجدھانی بنائیں جو اپنے سینوں اور اپنے دلوں کے دروازے کھول دیں کہ خدا ان میں داخل ہو جائے۔

اور وہ اس قدر اسی کی محبت میں فنا ہو جائیں کہ بس اسی کے ہو رہیں جن کے رگ و ریشہ میں خدا کی محبت اور اس کا عشق اس قدر رچ جائے کہ غیر اللہ کی طرف مائل ہونے کا سوال ہی پیدا نہ ہو سکے۔ جب یہ بات آپ اپنے اندر پیدا کر لیں گے تو آپ حقیقی معنوں میں احمدی کہلا سکیں گے۔ یہی وہ مقام ہے کہ جس پر پہنچنے کے بعد انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ پورے انشراح کے ساتھ خدا سے کہہ سکے کہ

اِنَّ صلاتی ونسکی ومحیای
ومماتی للہ رب العلمین

اور یہی وہ مقام ہے جسے وقف زندگی کے نام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک خاص امر کی طرف توجہ دلائی ہے فرماتا ہے کہ

اِنَّ الملوک اذا دخلوا
قریۃ افسدوھا وجعلوا
اعزۃ اھلھا اذلۃ وکذالک
یفعلون (النمل آیت ۳۵)

یعنی جب بادشاہ کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو وہ اس کو تہ و بالا کر کے رکھ دیتے ہیں اور اس کے باشندوں میں سے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور وہ اسی طرح کرتے چلے آئے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت ہی اہم بات بیان فرمائی ہے وہ بات اس قدر اہم ہے کہ اگر ہم اس کی اہمیت سمجھ لیں تو پھر فنا فی اللہ کا مقام حاصل کرنا ہمارے لئے آسان ہو جاتا ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیوی بادشاہوں کی یہ صفت بیان کی ہے کہ جب وہ کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو پرانے نظام کو یکسر بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ پرانا اقتدار ختم ہو کر نیا اقتدار ان کی جگہ لے لیتا ہے تو جب عام دنیوی بادشاہوں کا یہ حال ہے کہ وہ جس علاقہ میں بھی داخل ہوتے ہیں تو وہاں اپنے جاری کردہ نظام کے سوا اور کوئی نظام باقی نہیں رہنے دیتے تو وہ خدا جو بادشاہوں کا بادشاہ اور احکم الحاکمین ہے وہ کب یہ برداشت کر سکتا ہے کہ کوئی اسے اپنے دل میں داخل کرے اور پھر بھی اپنے ہی نفس کے تابع رہے اور اپنی مرضی اور اپنی خواہش کے مطابق عمل کرے۔ وہ بادشاہوں کا بادشاہ اور احکم الحاکمین تو جس دل میں داخل ہوگا وہ اس میں ماسوا اللہ کا کوئی نقش بھی باقی نہ رہنے دے گا جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے سینے اور اپنے دل کے دروازے کھول دیئے ہیں کہ خدا اس میں داخل ہو اور پھر بھی وہ چلتا ہے اپنے ہی نفس اور اپنی ہی مرضی اور اپنی ہی خواہش کے مطابق۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی لئے دنیا میں تشریف لائے تھے کہ ہمیں نفس پر موت وارد کر کے اس قابل بنا دیں کہ ہمارے دلوں کے دروازے کھل جائیں اسی لئے آپ نے فرمایا ہے اور بڑے درد کے ساتھ فرمایا ہے کہ آج قرب کا میدان خالی ہے ہمارے لئے موقع ہے کہ ہم آگے بڑھیں اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے اس میدان کو خالی نہ رہنے دیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ولی بنو ولی پرست نہ بنو اور ابراہیم بنو اور ابراہیم پرست نہ بنو۔

پس اے عزیزو اور اے بھائیو! اپنے دلوں کو بادشاہوں کے بادشاہ اور احکم الحاکمین کی راجدھانی بناؤ اس کے حکموں اور اس کی مرضیات کے ایسے تابع ہو جاؤ کہ ماسوا اللہ کا کوئی ادنیٰ نقش بھی باقی نہ رہے اور تم خالصۃً اسی کے ہو جاؤ اور اس قابل بن جاؤ کہ تم پورے انشراح کے ساتھ یہ کہہ سکو اِنَّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین جو تعلیم تمہیں یہاں دی گئی ہے اسے اپنے قلب کی زمین میں ایک بیج کی طرح قبول کرو اور پھر خون دل سے آبیاری کر کے زمین کو اس قابل بناؤ کہ وہ بیج پھلے اور پھولے اور لہلہاتی ہوئی ہری کھیتوں کی شکل میں نمودار ہو۔ نہ صرف تمہارے اپنے قلوب خدائے احد و صمد کی راجدھانی ہوں بلکہ تم دوسروں کے قلوب کو بھی انوار الٰہی جذب کرنے کے قابل بنانے کا ذریعہ ہو

اس پر اثر خطاب کے بعد آپ نے پرسوز اجتماعی دعا کرائی اس طرح خدام الاحمدیہ کی گیارھویں مرکزی کلاس اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں پر اختتام پذیر ہوئی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۳۵